Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English

ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: http://www.arjish.com

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a

Creative Commons Attribution 4.0 International License

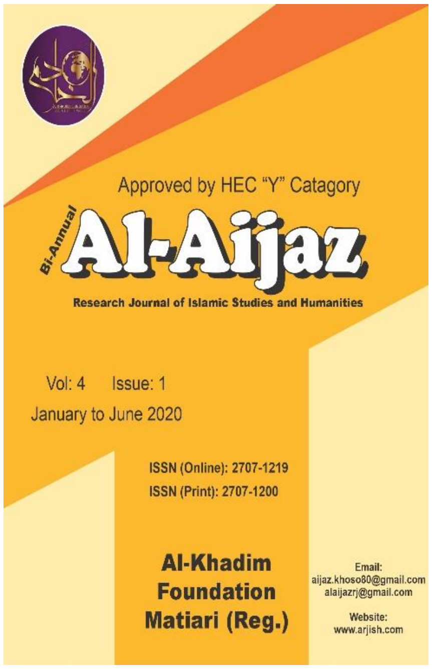

TOPIC:

Maulana Muhammad Ali Jouhar's Political and National Services Critical Review

AUTHORS:

1. Badaruddin Qari, Department of Arabic, Federal Urdu University, Karachi.
Email: drqaribadaruddin@hotmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0250-1602
2. Aijaz Ali Khoso, Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences Bhitshah.
Email: aijaz.khoso80@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-1002-9881
3. Hameed ul Allah Bhutto, Assistant Professor, University of Sindh, Mirpurkas Campus.
Email: hameedullah.bhutto@usindh.edu.pk, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2219-1277

How to cite:

Qari, Badruddin, Aijaz Ali Khoso, and Hameedullah Bhutto. 2020. "U-1 Maulana Muhammad Ali Jouhar's Political and National Services Critical Review". *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities* 4 (1):13-21.

https://doi.org/10.53575/u1.v4.01.13-21

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/83

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 13-21

Published online: 2020-06-30

مولانا محمد علی جوہر کی سیاسی وملی خدمات تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Maulana Muhammad Ali Jouhar's Political and National Services Critical Review

Badaruddin Qari*
Aijaz Ali Khoso**
Hameed ul Allah Bhutto***

Abstract
Maulana Mohammad Ali Jouhar (1878 1931) is a towering personality of the history of Indian subcontinent during last two hundred years. He was a multi-faceted person and a true leader of Muslims of subcontinent having strong compassion and sincerity for Muslim Ummah globally. He was a great orator, poet, scholar, journalist, politician and a freedom fighter having exceptional command over both Urdu and English languages. He pioneered a mass movement in India for the preservation of Khilafat in Turkey as a symbol of unity and the glorious past of Muslim Ummah, and made tremendous sacrifices while protesting against British colonial rule in India. This paper is a tribute to this great personality based on extensive research on his achievements and the recognition he received for his devotion to Muslim causes.
Keywords: Molana Muhammad Ali Jouhar, Political services of Molana Jouhar, Services of Jouhar.

یہ حقیقت ہے کہ شب کے سفاک خداؤں نے جب بھی کسی کرن کا قتل عام کیا تو وہ کرن ہمیشہ اس خطہ زمین پر خورشید بن کر ابھری ہے مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت بھی ایک ایسے ہی عہد کی پیداوار ہے ان کی شخصیت قومی افق پر حریت وآزادی کی ترجمان بن کر ابھری، جس نے تکلم سے محروم ہونٹوں کو گفتگو کا اعجاز بخشا، تشنگی اور بے چارگی کے دکھوں میں گرفتار افراد کو اپنی ساحرانہ صفات کے ذریعے ہمت اور جوانمردی سے ہمکنار کیا۔ جبر واستبداد کا ایک ایسا دور جہاں یہ عالم ہو کہ حق مانگنے کے لیے بڑھنے والے ہاتھوں کو کاٹ دیا جاتا ہو، بے رونقئ وطن کا ماتم کرنے والوں کے سر نیزوں میں چن دیئے جاتے ہوں، غلامی کے اس بدترین دور میں آداب جہان بانی کی رسم کو توڑ کر مسلمانوں کو پرشکوہ انداز میں سر اٹھا کر چلنے کا چلن سکھایا مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت نت نئے زاویوں پر محیط تھی، وہ ایسے مقرر تھے کہ لوگ ان کی تقریر کے دوران ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے، وہ ایک صاحب طرز ادیب، قابل قدر شاعر، لائق احترام انسان، بلند پایہ صحافی، صف اول کے سیاستدان اور پرجوش مجاہد تھے۔

تمہید ومختصر تعارف:

مولانا محمد علی نے اپنے اخبار ہمدرد میں خود اپنا تعارف پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں "میری ننھیال امروہہ کی اور ددھیال مراد آباد کی لیکن میرے

* Department of Arabic, Federal Urdu University, Karachi. drqaribadaruddin@hotmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0250-1602
** Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences Bhitshah.
Email: aijaz.khoso80@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-1002-9881
*** Assistant Professor, University of Sindh, Mirpurkas Campus.
Email: hameedullah.bhutto@usindh.edu.pk, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2219-1277

دادا شیخ علی بخش نے ایک عرصہ تک نجیب آباد میں نواب نجیب الدولہ بہاؤ کے خاندان کی خدمت کی تھی، اور نواب صاحب ہی کے کہنے پر رام پور گئے، اور ولی عہد نواب یوسف خان بہادر کے اتالیق مقرر ہوئے، گو میں بی اماں مرحومہ کے ساتھ بچپن میں ہر سال امروہہ جاتا تھا، اور دو تین بار سنبھل بھی گیا، کیونکہ وہاں میری ننھیال کے مکانات تھے۔[1]

پیدائش وابتدائی تعلیم وتربیت:

مولانا محمد علی جوہر ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ ءمیں رام پور کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے، والد کا نام عبدالعلی خان تھا۔[2] ۱۲۹۷ھ میں ان کے والد کی رحلت ہوگئی، اس وقت ان کی والدہ (بی اماں) کی عمر صرف ستائیں برس تھی مگر انہوں نے اپنی بقیہ عمر بچوں کی تعلیم وتربیت میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔[3] مولانا محمد علی جوہر نے ابتدائی تعلیم رام پور بریلی میں حاصل کی، اس کے بعد انہیں علی گڑھ بھیج دیا گیا علی گڑھ میں باغی طالب علم شمار ہوتے۔ انگریز اسٹاف پر تنقید کرتے اور لڑکوں کو ان کے خلاف منظّم کرتے۔[4] اعلیٰ تعلیم کا حصول اور اس کے لئے سفر:۔ بی۔اے کا امتحان اول نمبرات میں پاس کیا۔ جس کے بعد نامساعد حالات کے باوجود اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ان کے بڑے بھائی نے انہیں انگلستان بھیج دیا ۱۹۰۲ءء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔[5] انگلستان سے واپسی:۔ انگلستان سے واپسی پر ٹائمز آف انڈیا میں "آج کا علی گڑھ" کے عنوان سے مضامین کا سلسلہ شروع کیا جو علی گڑھ کے طلباء میں بہت مقبول ہوا ۱۹۰۷ءء میں انگریز اسٹاف کے خلاف ہڑتال ہوگئی جو بالاخر اخبار سے علیحدگی پر منتج ہوئی، یہ انگریز استعمار کے خلاف ان کی پہلی کاری ضرب تھی۔[6]

ملکی سیاست پر اسلامی شاعری، سیاسی وملی خدمات کا نقطۂ آغاز:

ملکی سیاست سے دلچسپی اور شعر وادب کا ذوق محمد علی کو ۱۹۲۰ءء میں ریاست بڑودہ سے حکومت ہند کے دار الحکومت کلکتہ لے گیا اور وہاں جنوری ۱۹۱۱ء میں اپنے عزیز دوست عبدالرحمن صدیقی کے تعاون سے ایک انگریزی اخبار "کامریڈ" جاری کیا۔ جو بہت جلد برصغیر کی صحافتی اور سیاسی دنیا پر چھا گیا۔ برصغیر کا یہ پہلا اخبار تھا جس نے برطانوی حکومت پر بے لاگ تنقید کی۔ مولانا محمد علی نے یہیں سے قلمی جہاد کے ساتھ نمایاں طور پر قومی وملی تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا، وہ مجاہدانہ جذبہ کے مالک تھے، صاف گو، بے باک، راست باز، اور اسلام کے سچے شیدائی اور اسلام کے لیے قربانی کو اپنا اولین فریضہ تصور کرتے تھے، وہ کہتے تھے کہ "جہاں اسلام کا سوال آتا ہے، میں وہاں اول وآخر مسلمان ہوں، اور مسلمان کے علاوہ کچھ نہیں ہوں، یہی جذبہ اور یہی فکر تھی کہ مولانا محمد علی جوہر قوم اور وطن کی آزادی کے لیے سرفروشی پر آمادہ رہے، اور عالم اسلام کے مفاد کے واسطے انہوں نے وہ خدمات انجام دیں، جس سے متاثر ہو کر قوم نے ان کو "رئیس الاحرار" کے قومی لقب سے نوازا، اور حقیقت ہے کہ وہ اپنے قول وفعل میں ہر اعتبار سے رئیس الاحرار تھے۔

انگریزوں کے خلاف سیاسی جدوجہد:

مولانا محمد علی جوہر ہی نے علی الاعلان انگریزوں کو برصغیر (ہندوستان) سے نکالنے کا نعرہ سب سے پہلے لگایا۔ حریت وآزادی کی تحریک نے صحیح معنوں میں زندگی ان ہی کے مجاہدانہ اقدام سے پائی، آزادی کی جدوجہد میں ان کی سرگرمیوں اور مقبولیت کو دیکھ کر کانگریس نے ان کو

مسند صدرات پر بٹھایا۔ اس قومی اعزاز نے ان کو ملک کا سب سے بڑا لیڈر بنا دیا، مگر ان کی نگاہ میں ان دنیوی اعزازات کی کوئی اہمیت نہ تھی کیونکہ ان کی محبت ان کی عداوت اور ان کا جینا سب کچھ اللہ کے لیے تھا۔ اپنے ذاتی مفاد یا وجاہت و وقار کے لئے نہ تھا اس لئے اس قومی اعزاز پر انہوں نے فرمایا کہ "! میں اس عزت افزائی کے لیے ملت کا شکر گزار ہوں مگر میری نظر میں اس کی اتنی وقعت نہیں"۔[۷]

جوہر کا زمانہ اور مسلمانوں کی حالت زار:

یہ دور عالمی سیاسی بحران کا زمانہ تھا۔ برصغیر کے اندر اور باہر مسلمانوں پر خاص ابتلاء کا دور تھا، عالم اسلام میں انگریزوں کے استعماری عزائم تباہی مچا رہے رتھے۔ ترکی کے حصے بخرے کرنے کے لیے اٹلی اور یونان کو ابھارا جا رہا تھا۔ ملک کے اندر تقسیم بنگال کی تنسیخ کی تحریک، مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کا عناد، انگریز حکومت کا کان پور کی مسجد کے ایک حصے کو شہید کرنا، علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام کا مسئلہ، غرضیکہ اتنے مسائل تھے کہ برصغیر کی سیاست ایک اہم موڑ کی طرف جارہی تھی۔ اس اہم دور میں کامریڈ اور ہمدردے مضامین، تنقیدی نوٹ اور حقائق کے انکشافات نے برصغیر کے لوگوں کو بیدار کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ کامریڈ کی زبان اتنی پیاری تھی کہ انگریز اس کو پڑھ کر چٹخارہ لیتے تھے۔

مسلمانوں کے مسائل کا حل مولانا محمد علی جوہر کے افکار کی روشنی میں:

وہ صحافت کے ساتھ ساتھ قومی مسائل میں بھی قوم کی قیادت کرتے تھے، تقسیم بنگال کی تنسیخ پر ان کا رد عمل بہت شدید تھا۔ ۱۹۱۲ کے اجلاس مسلم لیگ میں اس کا انہوں نے بھرپور اظہار کیا۔ مسجد کان پور کے مسئلہ پر ایک وفد لے کر انگلستان گئے اور مذہبی امور میں حکومت کی مداخلت کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ وہیں محمد علی جناح کو مسلم لیگ کا رکن بنایا۔ واپس لوٹے پانچ سال جیل میں رہے۔[۸]

کانگریس اور مسلم لیگ کے ساتھ متحدہ جدوجہد:

دسمبر ۱۹۱۹ء میں رہائی کے بعد کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے سیدھے امرتسر پہنچے، یہ وہ زمانہ تھا جب جلیانوالہ باغ کا روح فرسا اور المناک واقعہ رونما ہو چکا تھا اور ہندوستان کی فضا آزادی کے نعروں سے معمور تھی۔ امرتسر کے ریلوے اسٹیشن پر آزادی کے ہزاروں پرستاروں نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔[۹] کانگریس کے اجلاس میں پنڈت موتی لال نہرو نے علی برادران کو خراج تحسین پیش کیا۔ وہاں سے مسلم لیگ کے اجلاس میں تشریف لے گئے۔[۱۰]

انگریزوں سے مکالمہ:۔ ان کو انگریزوں سے حد درجہ نفرت تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ انگریزوں کو ملک سے نکال کر دم لیں گے۔ ایک دفعہ بمبئی کے محلّہ مدن پورہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ "گیلڈسٹون ترکوں کو یورپ سے بوریہ بستر سمیت نکال دینے کا حامی تھا لیکن ہم انہیں نکالتے وقت ان سے بوریہ بستر یہاں رکھوالیں گے کہ یہ ہمارا مال ہی"۔ اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا۔ ہم بھی کوئی مسلمان ہیں جو حکومت سے ڈر رہے ہیں۔ اس سے ڈر رہے ہیں مسلمان کے لیے مخلوق بھی کوئی چیز ڈرنے اور خوف کھانے کی ہے۔ مسلمان کو تو صرف ایک اور اکیلے خالق ذوالجلال سے ڈرنا چاہیے نا کہ اس کی مخلوق سے اور مخلوق بھی کون؟ اس کی باغی۔" پہلی نظربندی کے اختتام پر رہا کرتے وقت انگریز

گورنمنٹ نے ان سے اس امر کے ایک عہد نامہ پر دستخط کرنے کو کہا کہ وہ آئندہ غیر آئینی اور متشددانہ طریقوں سے اجتناب کریں گے تو انہوں نے اس عہد نامہ میں ان الفاظ کا اضافہ بھی کر دیا:۔ سب سے پہلے مجھ پر اللہ کی اطاعت فرض ہے اور بادشاہ وقت سے میری وفاداری اس شرط سے مشروط ہے کہ اگر دنیاوی قوانین خدائی احکام سے ٹکرائیں گے تو اس صورت میں میں صرف احکام الٰہی کی اطاعت کروں گا۔ حکومت نے یہ عہد نامہ نہ صرف مسترد کر دیا بلکہ دونوں بھائیوں کو حکومت کے احکام پر خدا کے احکام کو ترجیح دینے کی پاداش میں دو سال کے لیے پھر جیل بھیج دیا۔[۱۲] انہوں نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور دل وجان سے ان کے شیدائی تھے۔[۱۳]

۱۸۵۸ء سے ۱۹۱۱ء ترپن سال کا یہ دور برطانوی استعمار کا محکم ترین دور تھا۔اس دور میں برطانوی استعمار کا وہ زبردست اور پر ہیبت عفریت تیار ہوا جس نے محکوم قوموں کے دلوں میں لرزہ پیدا کر دیا تھا۔ مگر اس انگریزی استعمار میں ایک خرابی کی صورت بھی نمودار ہوئی۔اور وہ صورت دو طرح ظاہر ہوئی۔ایک تو بیرون ملک اور دوسرے اندورن ملک۔جب ۱۹۰۴ء میں جاپان نے بحری جنگ میں سوشمیا کے مقام پر روس کو شکست دی تو جو تصور سفید اقوام کی برتری کا پیدا کیا گیا تھا اس میں دراڑ پڑنا شروع ہوگئی اور محکوم قوموں پر یہ بات رفتہ رفتہ آشکار ہونے لگی کہ آج اگر کسی قوم کا ستارہ بلندی پر ہے تو کل وہ بلندی سے گر بھی سکتا ہے یہ چیز اہل ہند پر اثر انداز ہونے لگی۔

۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء کو انہوں نے کراچی خلافت کانفرس کی صدارت کی۔ان کے خطبہ صدارت کو باغیانہ قرار دے کر ان کو گرفتار کر لیا گیا اور ان پر یہ جرم عائد کیا گیا کہ انہوں نے مسلم سپاہیوں میں سرکار انگریز کے خلاف بددلی اور ناراضی پھیلائی ہے۔۲۶ نومبر ۱۹۲۱ انکو انہوں نے ایک طویل بیان دیا اور عدالت کو للکاتے ہوئے کہا: ایک ہندوستانی ایک انسان اور ایک مسلمان کی حیثیت سے برطانوی حکومت کا ساتھ دینا اور اس کی غلامی پر رضامند ہونا ضمیر کی موت اور ایمان کی جان کنی ہے۔اس میں ان کو دو سال کی قید بھی ہوئی دوران جیل اپنی اکلوتی صاحب زادی آمنہ کی علالت کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسے ایک خط لکھا۔اس سے آپ کی ایمانی کیفیت کا اندازہ کرنا کچھ دشوار نہیں۔

تیری صحت ہمیں مطلوب ہے لیکن اس کو — نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں۔[۱۴]

جوہر کا مقصد حیات اور عشق رسول:

ان کی ساری زندگی عشق رسول ﷺ کا پرتو تھی۔ جونہی حضور سید عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔جب لاہور کے ایک متعصب اور دشمن اسلام ناشر راج پال نے رسوائے زمانہ کتاب شائع کی جس میں حضور ﷺ کی حیات طیبہ پر نہایت رکیک و بیہودہ حملے کئے گئے تھے اور ہائی کورٹ نے بھی جانبداری کرتے ہوئے مجرم کو صاف بری کر دیا تو انہوں نے ایک ایسا قانون پاس کرانے کی تحریک شروع کر دی۔ جس کی رُو سے کسی ایسے شخص کو جو انبیائے کرام یا دیگر مذہبی رہنماؤں کی توہین کا مرتکب ہو سزا دی جاسکے۔"چنانچہ ان کی کوشش کامیاب ہوئی اور انکا تیار کردہ مسودہ حاجی سر عبداللہ ہارون نے مرکزی اسمبلی میں پیش کیا جو غیر معمولی اکثریت سے منظور ہوگیا۔آپ نے فرمایا مسلمانو! اگر تم نے خلافت کو گم کر دیا تو اپنی غرض پیدائش کو فوت کر دیا۔ تمھارا اصل کام خدا کے احکام کو جاری کرنا ہے۔[۱۵] خدا، رسول ﷺ اور اسلام سے اسی والہانہ محبت کی بنا پر ایک دن ان کے مرشد مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے کہا تھا کہ یہ

دونوں بھائی اگر عہد نبوی ﷺ میں ہوتے تو ان کی مسلسل فداکاریاں تو ایسی ہیں کہ جیسے حضور ﷺ نے دس مخصوص صحابیوں کے نام لے کر ایک صحبت میں انہیں جنت کی بشارت دی تھی ایسے ہی ان دونوں کے لیے بھی کیا عجب کہ نام لے کر ارشاد فرماتے کہ محمد علی فی الجنۃ۔"[16]

جوہر بطور قومی وملی رہنما:

مولانا محمد علی جوہر کو کٹر محب وطن اور قوم پرور لیڈر کہا جاتا ہے اور ان کی ابتدائی اور درمیانی عرصہ کی زندگی کو دیکھتے ہوئے یہ بات بڑی حد تک درست بھی ہے، مگر وطن کی محبت کے ساتھ ساتھ وہ ملت اسلامیہ کے وفادار بھی تھے اور اسلامی ملکوں کے ہمدرد بھی تھے ان کی یہ وفاداری اور ہمدردی آخر دم تک قائم رہی، اس کا واضح ثبوت ان کی احیائے خلافت کی تحریک ہے جنگ عظیم کے آغاز میں جب ترکوں نے یورپ کے اتحادیوں کا ساتھ نہیں دیا بلکہ وہ جرمنی کے حلیف بنے تو اتحادیوں کے لیڈروں اور ان کے اخبارات نے اس کی سخت مخالفت کی۔ ان مخالفوں کے جواب میں مولانا محمد علی جوہر نے اپنے انگریزی اخبار کامریڈ میں "ترکوں کا انتخاب" کے عنوان سے ایک مدلل مضمون تحریر کیا جس کا لب ولہجہ بہت سخت تھا اور انگریزی حکومت کو سخت ناگوار معلوم ہوا اور اس نے مولانا محمد علی جوہر کو گرفتار کر کے جیل بھجوادیا اور یوں ترکوں کی ہمدردی میں انہوں نے اپنی زندگی کی بازی لگادی۔

میدان صحافت میں مولانا محمد علی جوہر کی خدمات:

کامریڈ کی مجموعی عمر ۱۵ سال ۸ دن کی تھی کامریڈ کے بند ہونے کے بعد ہمدرد نکلتا رہا لیکن خسارہ میں ۱۹۲۸ء میں محمد علی کو اپنے علاج کے لیے یورپ جانا تھا چنانچہ ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کو انہیں ہمدرد بھی بند کرنا پڑا۔ اسی تاریخ کے ہمدرد میں مولانا نے لکھا۔" حقیقتاً ایک اخبار اسی وقت چل سکتا ہے جب کہ عوام کو اس کی ضرورت محسوس ہو اور وہ کافی تعداد میں اسے خریدیں۔ آج عوام کو "ہمدرد" کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس لیے میں اسے بند کرتا ہوں۔"[17]

روئیے زار زار کیا کیجئے ہائے ہائے کیوں؟ غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں[18]

ہمدرد ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کے شمارے میں عوام کی حالت ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔[19]

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

مولانا محمد علی کی ذات میں شعلہ وشبنم کے خواص یکجا تھے۔ ایک واقعہ قاضی عبدالغفار ہی کی زبانی سنیے۔ فرماتے ہیں "ایک دفعہ ان کے ایک مضمون کا ایک پروف میں نے دیکھا تھا۔ اس میں کوئی غلطی رہ گئی۔ مزاج برہم ہو گیا دفتر میں آکر مجھ پر برس پڑے میں بھی کچھ برسا اور اسی وقت اپنا استعفیٰ دے کر گھر چلا آیا۔ دوسرے دن شوکت بھائی زبردستی پکڑ کر لے گئے اور میں گیا بھی تو یہ سن کر کہ کل سے محمد علی نے کھانا نہیں کھایا ہے اور بہت مغموم ہیں ان کے سامنے پہونچا تو شکایت حکایت تو کجا لپٹ کر اس طرح رونے لگے کہ مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا میری شکایت ندامت بن گئی۔ کراچی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس یکم، ۲ اور ۳ جولائی ۱۹۱۴ء کو منعقد ہو رہی تھی اور اس کے دعوت نامے ماسٹر محمد

خان پٹھان، ڈاکٹر اے۔ ایم احمد اور مسٹر سدھوا کے نام سے ارسال بھی کئے جاچکے تھے، لیکن بعض اسباب کی وجہ سے اس کانفرنس کی تاریخیں بدل کر ۱۰،۹،۸ جولائی ۱۹۱۴ء مقرر کی گئیں۔ اس موقع پر ایک پیغام میں آپ نے فرمایا" عرب ہمارے ہم مذہب اور دینی بھائی ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ عربوں کو حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اور ہم خود ایک محکوم قوم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی اور قوم محکوم ہونے کی ذلت اٹھائے۔[۲۰]

مولانا جوہر کی ایک تاریخی تقریر:

اس موقع پر عید گاہ میدان میں مولانا محمد علی کی زیر صدارت خلافت کانفرس کا اجلاس کیا گیا تھا اس میں مولانا محمد علی نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "! مولانا محمد صادق و برادران ! میں آپ تمام حضرات کا اور خصوصاً اہل کراچی کا ممنون ہوں کہ آپ نے میرا شاندار استقبال کیا اگر ہمارے بزرگ میرے مقابلے میں اس پر زیادہ فخر کرتے ہیں تو یہ ایک بے جا بات نہیں ہو گی کیوں کہ ہمارے دشمنوں کی نظر میں ہم ہر لحاظ سے سیاسی طور پر نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ ہماری بات کوئی بھی سننے کو تیار نہیں دراصل حقیقت یہ ہے کہ جب میں نے اور میرے بھائی صاحب نے بھڑوچ میں بیان دیا تو اس کے بعد میں بمبئی چلا گیا اور مجھ سے برابر یہ درخواست کی گئی کہ میں لوگوں سے خطاب کروں لیکن میں اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے ایسا کرنے سے قاصر رہا مجھ کو پونا میں ایک زبردست اور پر جوش استقبالیہ دیا گیا اور بیل گاؤں کی میونسپلٹی نے بھی میرا استقبال کیا اگر ہماری سیاسی زندگی کا مزید ثبوت چاہیے تو اہل سندھ نے جس طرح ہمیں خوش آمدید کہا ہے وہ اس کا بین ثبوت ہے اگر اب بھی کسی کو کسی قسم کا شک ہے تو وہ ختم ہو جانا چاہیے"۔[۲۱] اب میں آپ کی توجہ ایک ایسے ضروری معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں ایک گہرا راز بھی مضمر ہے میں اس معاملے سے اپنی بات شرع کروں گا اور اسی پر ختم کروں گا حکومت نے جس شدومد سے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے وہ عام پچھلی کوششوں سے کہیں زیادہ ہے، ہمارے قریبی تعلقات جو مہاتما گاندھی سے ہیں وہ ایک ایسی تیر بہدف دوا ہے جس میں تمام بیماریوں کا راز مضمر ہے۔[۲۲] ہندوستان کے وائسرائے اور وزیر ہند نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کچھ رجعت پسند اخبار مثلاً ڈیلی ٹیلیگراف اور مارننگ پوسٹ نے یہ بات کئی مرتبہ لکھی کہ ہمارا اتحاد غیر فطری اور ناعاقت اندیش ہے یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آقا اور غلام کے اتحاد کو بہر طور فطری سمجھ لیا جائے۔[۲۳]

اس کانفرس کے آخری اجلاس میں جو قرار دادیں منظور کی گئیں وہ یہ ہیں۔

1. آل انڈیا خلافت کانفرنس کا یہ اجلاس سلطان ٹرکی کی مسلمان آبادی سے اپنی وفاداری کا اعلان کرتا ہے۔[۲۴]
2. یہ اجلاس جناب جان محمد جونیجو کے انتقال پر جنہوں نے تحریک ہجرت کی قیادت کی تھی، انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔
3. یہ اجلاس سندھ کے ان تمام کارکنوں کو جو اپنے مذہب اور ملک کی خاطر قید و بند کی مشقتیں جھیل رہے ہیں، مبارک باد دیتا ہے۔
4. آل انڈیا خلافت کانفرنس کا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ جب تک ہندوستانی مسلمانوں کا مطالبہ برائے خلافت پورا نہیں ہوتا جو کہ ان کے مذہبی عقائد پر مبنی ہے اور جب تک جزیرۃ العرب اور تمام اماکن مقدسہ کی آزادی کو بحال نہیں کیا جاتا چین سے نہیں

بیٹھیں گے۔ میسوپوٹامیہ کا علاقہ ایسی سرزمین ہے جہاں پیغمبر اسلام رسول اکرم ﷺ کے اہل و عیال اور بہت سے صوفیا اور بزرگ مدفون ہیں اور پھر یہ کہ یہ سرزمین جزیرۃ العرب کا خاص حصہ ہے لہذا کسی غیر مسلم کا داخلہ رہائش یا اثرورسوخ اسلامی نقطہ نظر سے ناجائز ہے۔

5. یہ کانفرنس مرکزی خلافت کمیٹی کو اجازت دیتی ہے کہ وہ تمام مسلم ممالک میں اپنے سفیر اور کارکن بھیجے تاکہ وہ لوگوں میں موجودہ حالات سے واقفیت پیدا کریں اور ساتھی ہی اسلامی اتحاد کو فروغ دیں۔

دوسری گول میز کانفرنس میں مہاتما گاندھی بھی شریک تھے، جو وائسرائے اروان کے ساتھ معاہدہ کر گئے تھے کہ اُن کے سوارج کا مطلب مکمل آزادی نہیں بلکہ درجہ نوآبادیات ہی ہوگا۔ تاہم انہوں نے وہاں اعلان کیا کہ " میں درجہ نوآبادیات کا قائل نہیں ہوں میں تو آزادی کامل کو اپنا مسلک قرار دے چکا ہوں۔ میں اس وقت تک اپنے غلام ملک میں واپس نہیں جاؤں گا جب تک آزادی کا پروانہ میرے ہاتھ میں نہ دیا جائے گا اگر تم نے ہمیں ہندوستان میں آزادی نہ دی تو تمہیں یہاں مجھے قبر کے لئے جگہ دینی پڑے گی۔ "اس تقریر کے بعد اُن کی حالت سنبھل نہ سکی اور بے ہوش ہوگئے اور اسی قومی و ملی درد کی کسک میں ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔[۲۵]

مولانا محمد علی جوہر کے وفات پر معاصرین کے تاثرات:

مولانا شوکت علی اور دوسرے مسلمان قائدین نے ان کو غسل دیا شام کو لیڈر مگیسٹن ہال لندن میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں گول میز کانفرنس کے تمام اراکین، وزیر ہند اور دیگر معززین نے شرکت کی بعدازاں ان کا جسد خاکی بیت المقدس لے جایا گیا جہاں مسجد اقصیٰ اور مسجد عمر کے قریب دفنا دیا گیا اور اس طرح یہ شعر حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔

مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور　　　رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی مرحوم راوی ہیں کہ " جب آپ کی وفات ہوئی تو فلسطین کے عرب رہنماؤں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ محمد علی جوہر کو بیت المقدس میں دفن کیا جائے چنانچہ محمد علی کی نعش بذریعہ جہاز پورٹ سعید پہنچی تو حکومت مصر کی جانب سے وزیر اعظم اور علماء نے استقبال کیا۔ جب یہ جنازہ بیت المقدس پہنچا تو ہزاروں لوگ جمع تھے، جلوس کی رہنمائی مفتی اعظم فلسطین مرحوم سید امین الحسینی کر رہے تھے قاہرہ عمان اور تیونس کے عرب شعرا نے روح پرور مرثیوں سے فضا کو مسحور کیا مصر کے شاعر مشرقی پاشا نے ایک بلند پایہ مرثیہ میں مولانا محمد علی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ یہ مرثیہ مولانا مرحوم کی تاریخی خدمات کا اجمالی تذکرہ ہے"۔ مرثیہ ملاحظہ فرمائیں:۔" آج میں اس کی ملاقات سے سرفراز ہوا نبی ﷺ نے اُس کے لیے اپنی براق کے بیٹھنے کی جگہ کھول دی اور یہ اس کے آنے کا مقام ہے جہاں نبی ﷺ رات کو گئے تھے، مشرق کے حقوق کے لیے لڑنا اس کا کام تھا۔ مشرق کے لیے اس کی جو تڑپ تھی یا ہندوستان کے واقعات کے لئے اس کی بے خوابی اُسے ہندوستان بھلا نہیں سکتا۔ اپنی مصیبتوں میں اس کی آواز کو یاد کریگا اور مرحوم کی رہنمائی سچی تڑپ کو فراموش نہیں کریں گے۔[۲۶] اس نے زندگی میں وہاں کے باشندوں کی مدد و اعانت کی وہ وہاں کے لئے اجنبی کیسے ہو سکتا ہے۔" وفات سے قبل انہوں نے

اپنے وصیت نامے میں لکھوایا کہ :۔ " میں شاید ہر ہندوستانی سے زیادہ اس کا خواہش مند ہوں کہ غیر ملکی اقتدار ختم ہو جائے جو ایک دکان داروں کی قوم نے ہماری قسمتوں پر حاصل کر لیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے گول میز کانفرنس کے دعوت نامہ کے جواب میں ہزایکسی لینسی وائسرائے کو لکھا تھا کہ میں ہر گز نہیں چاہتا کہ غیر ملکی دکان داروں کی بجائے خود اپنے ملک میں دکان داروں کے ایک ملکی فرقہ کو اپنی قسمتوں پر حاوی کر دیا جائے۔[۲۷] خان بہادر الحاج سید مسعود حسن مسعود لکھیم پوری پی سی ایس (ریٹائرڈ) نے آپ کی وفات پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا:

جو ہر تخلص اور محمد علی تھا نام   بعد وفات پائی جگہ جنت النعیم
تھی ذات ان کی فخر علی گڑھ کے واسطے   اور شہر رام پور کے باشندہ قدیم
لندن میں موت بیت المقدس ہے جائے دفن   مسعود ہے وفات کا سن " فاضل عظیم "[۲۸]

حکیم الامت علامہ اقبال نے یوں خراج عقیدت پیش کیا:

خاک قدس اورا بہ آغوش تمنادر گرفت   سوئے گردوں رفت زاں راہے کہ پیغمبر گزشت[۲۹]

یورپ کے ایک عظیم مدبر اور اہل قلم ایچ۔جی۔ویلز نے ان الفاظ میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ وہ نپولین کا دل لبرک کی زبان اور میکالے کا قلم رکھتے تھے۔ علامہ اقبال نے ان کے قید و بند کی صعبتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند   قطرہ نیسان ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشک اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے   مشک بن جاتی ہے جو کہ نافۂ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر   کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن دربندِ قیدوصید نیست   ایں سعادت قسمتِ شہبازو شاہیں کردہ اند[۳۰]

References

1. Akhbar Hamdard, 24 Feburary 1927.
2. Shaikh Muhammad Rafique, Tareekh Pakistan Lahore, 1973, paij: 344.
3. Roznama Jang, 5 February 1976.
4. Intizamullah Sihabi, Mashar-e-Jang Aazadai, Karachi 1951, paij: 285.
5. Qari Ahmed, Tareekh Hind o Pakistan, 1947, paij: 332.
6. Shaikh Muhammad Rafique, Tareekh Pakistan Lahore, 1973, paij: 345.
7. Abdul Waheed Khan, Musalmano ka Iesar or Aazadai kee jang, Lakhnu 1946, paij: 90.
8. Shaikh Muhammad Rafique, Tareekh Pakistan Lahore, 1973, paij: 346, 345.
9. Roznama Nawai Waqt Lahore, 6 January 1975.
10. Roznama Mashriq Lahore, 17 September 1971.
11. Abdul Waheed Khan, Musalmano ka Iesar or Aazadai kee jang, Lakhnu 1946, paij: 92.
12. Roznama Nawai Waqt Lahore, 20 January 1975.
13. Roznama Nawai Waqt Lahore, 20 January 1975.
14. Roznama Jang Karachi, 5 January 1976.
15. Umar Hayat Siyal, Umat Musalimah ko darpesh masail or molana Muhammad Ali Johar, Nadwat

al qalam, paij: 37.
16. Munshi Abdul Rehman Khan, Maimaran-e-Pakistan, Maqbool Academy Lahore, 1976, paij: 247.
17. Roznama Hamdard, 20 May 1928.
18. Ibid.
19. Ibid.
20. Umar Hayat Siyal, Umat Musalimah ko darpesh masail or molana Muhammad Ali Jouhar, Nadwat al qalam, paij: 48.
21. Civil and Military Gazette Lahore, 13 July 1921.
22. Ibid.
23. Ibid.
24. Indian Khilafat Movement, paij: 363.
25. Roznama Mashriq Lahore, 3 January 1975.
26. Aziz u Rehman Jami, Jang Aazadi kee Muslim Mujahideen, paij: 169, 170.
27. Tareekh Pakistan, paij: 348.
28. Syed Masuood Hassan Masuood, Andleeb Tawareekh, Matbooa Aalahabad, paij: 53.
29. Roznama Nawai Waqat Lahore, 4 January 1976.
30. Kulyat Iqbal, paij: 281, Hisa Suam, taba naham 2009, matbay Ms. Print Expert Lahore.